

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تربیت اولاد اور اسوہ رسول اکرم ﷺ

اچھے نام رکھنا، تعلیم و تربیت، عقیقہ اور ختنہ کے فضائل، مسائل اور فلسفہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم و اہلیکم نارا و قودھا الناس و الحجارة علیہا
ملائکة غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرهم و یفعلون ما یرمون۔
ترجمہ: اے مومن اپنے آپ کو اور اپنے گھروالوں کو اس آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر مضبوط
دل والے فرشتے مقرر ہیں۔ جن کو اللہ جو حکم فرماتے ہیں اسکی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جائے اسے بجا لاتے ہیں
اچھا ادب اولاد کیلئے بڑا عطیہ:

وعن ایوب بن موسی عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ ﷺ قال
مانحل والد ولده من نحل افضل من ادب حسن (رواہ الترمذی والبیہقی)
ترجمہ: حضرت ایوبؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (ابن سعیدؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے
ارشاد فرمایا کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں ہے۔

ذکر کردہ آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ کے ضمن میں گزشتہ جمعہ سے اولاد کے والدین پر جو حقوق شریعت
مطہرہ نے لازم کئے، کا ذکر ہو رہا ہے۔ آخری بات یہ ہو رہی تھی والدین کو اپنے پیدا ہونے والے بچوں پر ایسے نام رکھنے
چاہئیں جو اللہ اور اس کے پیغمبر کے بتلائے ہوئے محبوب نام ہوں۔ جو ایسے معانی پر دلالت کریں، جس میں اسلام، ایمان،
سلامتی، طبع اور بہترین تہذیب و اخلاق کی جھلک موجود ہو، ایسے نام نہ ہوں جن کے مفہوم فحاشی، بداخلاقی، سنگ دلی اور
بے دینی وغیرہ پر دلالت کر رہے ہوں۔ اسلام جو انسان کو اس کے نفس کو غور و فکر، زریاء، نام و نمود اپنی ستائش و تعریف اور
خود نمائی سے محفوظ رکھنے کی، جس حدت سے قرآن و حدیث میں بار بار تلقین فرمایا ہے اس کی مثال دنیا کے اور مذاہب

میں کہیں نہیں ملتی۔

نام رکھنے میں حزم و احتیاط:

یہاں تک کہ معلم اعظم ﷺ نے ایسے نام رکھنے سے منع فرمایا جس میں اپنی تعریف کا پہلو نمایاں ہو اور شاد گرامی ہے:

وعن زينب بنت ابي سلمه قالت سميت بره فقال رسول الله لا تنزكوا

انفسكم الله اعلم باهل البر منكم ستموها زينب (رواه مسلم)

ترجمہ: ”حضرت زینب بنت ابی سلمہ فرماتی ہیں کہ میرا نام برہ (نیکو کار) رکھا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے نفس کی تعریف نہ کرو تم میں جو شخص نیکو کار ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے۔“

گویا ایسا نام رکھنے سے بھی منع فرمایا جس کے معنی سے انسان کے اپنے ذات کی تعریف ظاہر ہو کیونکہ گزشتہ جمعہ میں نے آپ کو عرض کیا تھا کہ نام کا اپنے کسی میں تاثیر اکثر و بیشتر پائی جاتی ہے۔ ایسے نام رکھنے سے نفس میں بڑائی اور تکبر کے اثرات پیدا ہونے کے خطرات زیادہ موجود ہیں۔ باری تعالیٰ جس فرد میں عجز و انکساری اور تواضع ہوا سے اپنا محبوب گردانتا ہے اور جہاں غرور و تکبر آئے اللہ اسے ذلیل و خوار کر دیتا ہے۔

حضرت آدم و ابلیس کا تقابل:

سورۃ بقرہ میں آپ حضرات حضرت آدم اور ابلیس لعین کا واقعہ سننے رہتے ہیں حضرت آدمؑ نے عجز و انکساری کا اظہار کیا تو ابوالبشر اور کن کن القاب و اعزازات سے نوازے گئے، ابلیس نے تکبر و غرور اور بڑائی کے دعوے کئے تو دربار الہی تعالیٰ اور اس کے رحمت جادوانی سے قیامت تک ذلت و خواری سے نکالے گئے، ناموں کے سلسلہ میں ہمارے ہاں اپنے عقل و تصور کے مطابق بے حد افراط و تفریط سے کام لیا جا رہا ہے اگر بعض لوگ رعب و دبدبہ کے اظہار کیلئے اپنے بچوں پر قارون و حامان اور فرعون و عمرو جیسے ظالموں کے ناموں کو پسند کرتے ہیں

ﷺ نے غاصبہ کا نام جلیلہ رکھ دیا:

تو ایسے سادہ لوح بھی ہیں جو اپنی سادگی، کم فہمی، کم علمی کی وجہ سے ایسے نام بچوں پر رکھتے یا اپنا لقب اختیار کر دیتے ہیں۔ جو اللہ کی نافرمانی اور دین کی مخالفت پر مبنی ہوں۔ بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو اپنے خود ساختہ بزرگی کی دھماک لوگوں میں قائم کرنے کیلئے اپنے لئے عجیب و غریب القاب مثلاً عاصی، آثم وغیرہ رکھنا پسند کر لیتے ہیں ایسے ناموں کو بھی آنحضرت ﷺ نے برا قرار دیکر تبدیل کرنے کی ترغیب فرمائی۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: وعن ابن عمر ان بنتا كانت لعمر يقال لها عاصية

فسمها رسول الله جميلة (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے کہہ کر حضرت عاصیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(عاصیہ کا معنی گناہ گار ہے) چنانچہ حضور ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ گویا جب نام ہی عاصیہ نافرمان اور گناہ گار رکھ دیا۔ تو انسان کے نام کا اس کی زندگی پر اثر انداز ہونے کی وجہ ایسے نام رکھنے کو بھی سرکارِ دو عالم نے عاصیہ یعنی نافرمان کے بجائے جمیلہ جس کا مفہوم خوبصورت ہے رکھ دیا۔

نام نہ لگاڑے جائیں:

اسلام میں اچھے نام رکھنے اور برے القاب سے بچنے کی اس قدر اہمیت ہے کہ مالک کائنات نے ارشاد فرمایا: وَلَا تَقْبِضُوا بِالْأَلْقَابِ۔ یعنی الاسماء الفسوق بعد الايمان (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: ایک دوسرے کو برے ناموں اور القاب سے نہ چڑھایا کرو فسق و فجور پر مشتمل نام ایمان لانے کے بعد گناہ ہے۔

یعنی جس نام کو انسان اپنے لئے مذموم اور برا جانے ایسے نام سے اس کو نہ پکارا جائے۔ آج کے روشن خیال اور فیشن زدہ معاشرہ میں بچے کو بچپن ہی سے ازراہ محبت ایسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے جن کا بچے کے نفسیاتی بگاڑ اور معاشرتی بے راہ روی میں بڑا حصہ ہوتا ہے۔ بچہ تو کیا کہ بالغ اور عقل و شعور سے مزین مرد و زن کو بھی اندھا، کانا، لولا، لنگڑا، یہودی، ہندو کا فر اور عیسائی کے ناموں سے پکارنا اور یاد کرنا اس بگڑے معاشرہ کا حسین جزو بنادیا گیا ہے حالانکہ اس قسم کے نام اور القاب اپنے اور دوسرے کے لئے ازراہ شریعت ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ ہمارا آقا اور رحمۃ اللعالمین ﷺ ہمیں اس بارہ میں کیا تعلیم دے رہے ہیں۔ کبھی ہم نے اس کے جاننے اور مامورات پر عمل اور منہیات سے بچنے کی کوشش کی ہے۔

بعض محبوب اور ناپسندیدہ نام:

عن ابی وہب الجشمی قال قال رسول اللہ ﷺ تسموا باسماء الانبياء واحب الاسماء الى اللہ عبد اللہ وعبد الرحمن واصدقها حارث وھمام واقبحھا حرب و مرہ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ ”حضرت ابو وہب جشمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء کے نام پر اپنے نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین نام عبد اللہ و عبد الرحمن ہیں نیز زیادہ صحیح اور حق پر مبنی نام حارث اور ھمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔“

یہاں حدیث شریف میں عبد اللہ و عبد الرحمن نام رکھنے کی تلقین جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہی دو نام رکھنے جائز اور بہتر ہیں اللہ کے اور اسماء و صفات کا اپنے نام کے ساتھ ذکر جائز نہیں بلکہ یہ دو نام بطور مثال ذکر فرمائے مقصد یہ کہ ہر وہ نام رکھنا باعث برکت و رحمت ہے۔ جس میں اللہ کے کسی صفت کی عیدیت اور بندگی و تابعداری کا اظہار ہو۔ جیسے عبدالحق، عبدالمالک، عبدالمزین، عبدالمعز، عبدالحکیم، عبدالحکیم وغیرہ۔

حارث وہام اچھے نام، حرب و مرہ برے نام ہیں:

ذکر کردہ حدیث میں حارث و ہام کو اچھا نام قرار دینے کی وجہ یہ کہ اس نام اور لفظ کے معنی مقصد و ارادہ اور کرب و کمائی کے ہیں اور مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کا ظاہر و باطن ہر وقت نیکی پر عمل کرنے اور بدی کو ترک کرنے کے قصد و ارادہ سے معمور و منور ہو اور عبادات کے ادائیگی کے ساتھ ساتھ کسب و کمائی حلال کا طلبگار ہو۔ حرب اور مرہ ناموں کو قبیح فرمانے کے کئی وجوہات میں سے شاید یہ وجہ بھی ہو کہ حرب کے معنی لڑنا، جھگڑنا ہے۔ اسلام کی نظر میں یہ دونوں عمل قابل مدح نہیں ان کو برے عمل سے تعبیر کیا گیا۔ شریعت کا حکم تو یہ ہے ”انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم“ (مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس میل جول کراد اپنے دو بھائیوں میں)

یہاں تو دو بھائیوں کے درمیان لڑنے جھگڑنے کا تصور بھی نہیں۔ اسی طرح مرہ تلخی اور کڑوے کو کہتے ہیں اور طبیعت کی تلخی جس مسلمان میں ہو وہ اسلامی معاشرہ میں بہترین ذکر سے یاد نہیں کیا جاتا۔ یہ والدین پورا دل کا حق ہے کہ ولادت کے بعد انسان کی شناخت کا جو اہم ذریعہ اس کا نام ہے وہ ایسا رکھ دیں جو قرآن و پیغمبر کے احکامات سے متصادم نہ ہو۔ اسلام نے بیٹے اور بیٹی دونوں کو رحمت خداوندی قرار دے کر بیٹی کو بھی اپنے حکمت کے مطابق وہی سلوک کرنے کا حکم دیا جس کا بیٹا مستحق ہے۔ جس طرح بیٹوں کے نام ایما و صحابہ کرام کے نام سے رکھنے سے باعث برکت ہوتے ہیں اسی طرح بیٹیوں کے نام ازواج و مطہرات صحابیات کے ناموں سے رکھنے میں بھی بے انتہا برکات ہوتے ہیں بد قسمتی سے مسلم معاشرہ سے تعلق رکھنے سے وہ مسلمان جو جدید ترقی یافتہ دور کے خرافات کے بھرپور لحاظ سے استفادہ کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ اپنی اولاد پر ایسا نام رکھنے سے بھی احتراز نہیں کرتے جسے سن کر یہ فرق بھی محسوس نہیں ہوتا کہ آیا یہ مسلم ہے یا غیر مسلم، مرد ہے یا عورت

تربیت یافتہ اولاد صدقہ جاریہ بنے گی:

محترم حاضرین!! اب آپ خود اندازہ لگائیں اسلامی احکامات و تعلیمات کی باریک بینی بظاہر چھوٹے چھوٹے حکم معلوم ہونے والے مسائل میں مسلم قوم کی صلاح و فساد کے لئے کتنے راز پوشیدہ ہیں۔ مادر پدر آزادی کے دلدادہ اور دین ستین کی ہدایات کو معمولی اور ناقابل عمل سمجھنے والے کے سامنے اگر والدین پر اولاد کے اس حق کو کہ اپنے لاڈلے پر ایسا نام رکھا جائے جو لایعنی، بیہودگی، بدفالی پر مشتمل نہ ہو تو جیسے اور مسائل میں ان کا وطیرہ ہے کہ ملایا مولوی تنگ نظر ہے۔ نام میں کیا رکھا ہے۔ دنیا کہاں سے کہاں پہونچی۔ مولوی اور واعظ اسی محدود نظریات کے گرد گھوم رہا ہے۔ حالانکہ اس بد بخت و کم علم و وسعت نظر کے متوالے کو اندازہ نہیں کہ اس عالمگیر مذہب کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے میں دنیا و آخرت میں فوز و نجات کے وہ بے شمار راز و فوائد پوشیدہ ہیں جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اور نظریہ نہیں کر سکی۔

انہی ابتدائی مراحل سے بچوں کے سنوارنے اور بگاڑنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر یہاں سے اولاد کی تربیت کے دور میں شریعت کے بتائے ہوئے اصول و احکامات کو اپنے عقل و دانش کی کسوٹی پر پرکھنے کی بجائے سارے معاملات اللہ کی حکمت پر چھوڑ کر اسی پر عمل کرنے والا بنے۔ تو یہی اولاد آگے چل کر والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک سرمایہ آخرت اور صدقات جاریہ میں سے بن جاتی ہے؛ بصورت دیگر غیر اسلامی و شرعی تربیت کے جرم میں والدین بھی یہ لخت جگر جب بڑے ہو کر جرائم گناہوں کا ارتکاب کریں شریک جرم کی حیثیت سے جہنم کے اندھن بننے کا مصداق بن کر وارد جہنم ہوں گی۔ جس سے بچنے اور بچانے کا حکم خطبہ کے ابتداء تلاوت کردہ آیت کریم کریم ذات باری تعالیٰ نے فرمایا۔

عقیدہ کی حکمت، فضائل و مسائل اور فلسفہ: اللہ تعالیٰ لامتناہی انعامات میں سے ایک بہت بڑی نعمت اولاد کا حاصل ہونا ہے۔ اس نعمت کی قدر و قیمت کا اندازہ بے اولاد حضرات کی کیفیت سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اس احسان و کرم کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے والدین پر فدیہ اور شکرانہ ادا کرنے کو مشروع قرار دیا ہے۔ جسے ہم اور آپ عقیدہ کہتے ہیں۔ اکثر فقہاء کے نزدیک سنت اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستحب ہے۔ یاد رہے یہ ان دوستوں کیلئے ہے جو صاحب استطاعت ہوں۔ مناسب یہی ہے کہ عقیدہ کے دن ہی کوئی مناسب اور شرعی نام رکھا جائے۔ بہترین وقت پیدائش کا ساتواں دن اگر نہ ہو سکے تو چودھواں یا پھر اکیسویں کو یہ ذمہ داری ادا کر کے اس عمل پر مقررہ ثواب انشاء اللہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا اپنا عمل عقیدہ کے سنت یا مستحب ہونے کی دلیل ہے

عن ابن عباس ان رسول اللہ ﷺ عقی عن الحسن والحسين كبشا كبشاً رواه ابوداؤد وعند النسائي كبشين كبشين۔ اور امام نسائی کے نزدیک دو دو۔
ترجمہ: ”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے عقیدہ میں ایک ایک بکرا ذبح کیا۔“ ابوداؤد میں ایک اور فرمان نبوی ﷺ ہے:

قال من ولد له ولد فاحب ان ينسك عنه فلينسك عن الغلام شاتين وعن الجارية شاة۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو دو بکرے یا بکریاں لڑکی کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔“

بیشتر ائمہ کی رائے یہی ہے کہ لڑکا پیدا ہو تو دو بکرے یا بکریاں لڑکی کی پیدائش پر ایک بکریاں بکری ذبح کرنا چاہیے۔ ابن عباسؓ کی روایت میں ایک ایک بکرے کی علماء نے مختلف توجہات کی ہیں مگر اغلب یہی ہے کہ ایک ایک آپ ﷺ نے ذبح فرما کر ایک ایک حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پاس دیا۔ الغرض اولاد کا یہ حق بھی ادا کرنا

بے شمار برکات و اجور کا ذریعہ ہے۔ جن کا ذکر آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے اور حضور ﷺ کی اس سنت کی ادائیگی بھی اسلام کے اس اعلیٰ و ارفع ہدایت جس میں قربت داروں اور دیگر حاجت مند مسلمانوں کو اپنی خوشی میں شریک کرنے کا حکم دیا گیا ہے، محبت و اتفاق کے قیام اور دینی و دنیوی مسائل سے محروم و فاقہ کے شکار لوگوں کے مصائب میں کمی کا ذریعہ بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ عقیقہ کا گوشت فقراء میں بطور صدقہ تقسیم کرنا اور عزیزوں و احباب کو ہدیہ دینا مسلمانوں کا آپس میں افتراق و انتشار اور بغض و عداوت کی جگہ اتحاد بین المسلمین کے اسباب میں سے ایک بہتر سبب بن سکتا ہے۔

خفۃ کے احکام و مسائل: اولاد کے حقوق میں سے اپنے اولیاء اور والدین پر یہ بھی حق ہے کہ بچے کی پیدائش کے چند دنوں بعد اس کا ہتھکڑیا جائے امام ابوحنیفہؒ جن کے مسلک پر آپ اور ہم عمل پیرا ہیں یہ عمل کروانا سنت ہے شاید اسی وجہ سے ہمارے پٹھان علاقوں میں اس حق کی ادائیگی کا نام بھی ”سنت“ رکھا گیا ہے۔ ہم آپس میں کہتے ہیں کہ آج یا کل فلاں کے بچے کی ”سنت“ ہو رہی ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے کئی روایات میں باقاعدہ امت مسلمہ کے مردوں کو خفۃ کا حکم فرمایا۔

سرور دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں میرے دادا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اسلام لایا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **الْق عَنكَ الشَّرَّ وَخُشِّي**۔ حالت کفر کے سر کے بال موٹو اور خفۃ کرواؤ۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: **عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الْفَطْرَةَ خَمْسُ الْخَتَانِ وَالْإِسْتِحْدَادِ وَقَصُّ الشَّرَابِ وَتَقْلِيمُ الْأُظْفَارِ وَتَنْفِ الْأَبْطِ** (رواہ بخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ کی روایت کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت میں داخل ہیں ایک تو خفۃ کروانا، دوم ناف سے نیچے بالوں کو لوہے یعنی بلیڈ یا استرا وغیرہ سے صاف کرنا، سوم مونچھ کترانا، چہارم ناخن کاٹنا، پنجم بغل سے بال ہٹانا۔

فطرۃ سے مراد یہ کہ مذکورہ امور تمام انبیاء کے ادیان میں مشروع و مسنون تھے، حضور کے بعثت سے قبل تمام گزری ہوئی شریعتوں میں اہم مذہب ابراہیمؑ کا بھی تھا جس کی اتباع کی رب العالمین نے حکم دیتے ہوئے فرمایا:

ثُمَّ اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ اَنْ تَبْتَغِيَ مِلَّةَ اِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا (سورۃ محل)

ترجمہ: پھر ہم نے حکم دیا کہ دین ابراہیمؑ پر چلیں جو کہ سب سے ایک طرف تھا۔ یعنی تمام مخلوقات سے الگ ہو کر صرف رب العالمین جل جلالہ کا دروازہ کھڑ لیا جس کے قبضہ میں تمام کائنات ہیں۔ جب دین ابراہیمؑ کو لازم العمل قرار دیا گیا تو ملت اسلامی کے ہر فرد پر دین ابراہیمؑ پر چلنا ہے بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پہلے وہ فرد تھے جس نے خفۃ کیا اور ان کے بعد یہی عمل تمام انبیاءؑ نے ان کے بعدوں میں حضور ﷺ کی تعریف و تہلیل جاری رہا۔

حضرت ابراہیمؑ سب سے پہلے ختنہ والے انسان:

جناب یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ وعن یحییٰ بن سعید انه سمع سعید بن المسیب یقول کان ابراہیم خلیل الرحمن اول الناس ضیف الضیف واول الناس لاختن واول الناس قص شاربه واول الناس رأى الشیب فقال یا رب ما هذا قال الرب تبارک وتعالیٰ وقار یا ابراہیم قال رب ذننی وقارا۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت سعید ابن مسیب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیمؑ جو رحمان کے دوست تھے۔ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمان کی مہمان نوازی کی اور وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے ختنہ کیا وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں کتریں اور وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے بڑھاپا (یعنی سفید بال) دیکھے تو سوال کیا میرے پروردگار یہ کیا ہے۔ پروردگار نے فرمایا کہ ابراہیمؑ یہ وقار و عظمت ہے حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اے رب اس نعمتِ عظمت و وقار میں اضافہ فرما۔

اگرچہ اس ذکر کردہ حدیث میں چند ایسی باتوں کا ذکر ہوا۔ جن کا آج کے بیان کرنے والے موضوع سے تعلق نہیں ان امور کی تفصیل انشاء اللہ کسی اور موقع پر کروں گا۔ یہاں غرض یہ کہ ختنہ کی ابتداء ابراہیمؑ نے فرمائی چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کے روایت کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کی عمر اسی (۸۰) سال تھی کہ انہوں نے ختنہ کیا۔ تو اسی سنت ابراہیمی پر عمل کر کے قیامت تک وجود میں آنے والے ہر مسلمان پر ختنہ کرنا سنت ہے۔ دراصل یہ ختنہ شعائر اسلام اور مسلمان اور کافر کے درمیان مابہ الامتیاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان مختون اور غیر مسلم غیر مختون ہوتا ہے۔ ختنہ میں دینی مصلحتوں اور حکمتوں کے ساتھ ساتھ بے شمار جسمانی فوائد ہیں جنہیں علماء و ماہرین طب نے مختلف کتب میں ذکر کیا۔ مناسب یہی ہے کہ بچے کا ختنہ اس عمر میں کیا جائے کہ جب وہ حد شعور تک نہ پہنچے اسے یہ فکر اور پریشانی نہ ہو کہ میں ابھی تک غیر مختون ہوں، اور اب اس بڑے عمر میں ختنہ کروانا ہے۔ علماء نے لکھا ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کا ختنہ و ختنہ پیدائش کے ساتویں دن کر دیا۔

محترم حاضرین! اولاد کا واقعی آنکھوں کا نور دل کا سرور اور مسلم معاشرہ کا بارگاہ اخلاق حسنہ سے مالا مال اور مسلم سوسائٹی کا حقیقی فرد بننے کے لئے والدین کی بعض ایسی ذمہ داریاں ہیں۔ جن کا ذکر آج وقت کی کمی کے باعث نہ ہو سکا۔ اللہ نے چاہا اور زندگی رہی تو ان اہم و کلیدی حقوق جو والدین پر اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں لازمی ہیں۔ آئندہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ مالک کائنات مجھے اور آپ سب کو راہ حق پر چلنے اور اولاد کو صراطِ مستقیم پر چلانے کی اہم اور توفیق سے مالا مال فرماویں۔